لامة الصدر وخطر الحقد والحسد والتباغض والشحناء

دل کی بیماریاں اوران کا شرعی علاج

[بغض وحسد، کینہ کپٹ، عدم اتحاد اور ترک تعلقات وغیرہ ......]

تأليف:
الشيخ سعيد بن علي القحطاني

دية

سلامة الصدر وخطر الحقد والحسد والتباغض والشحناء

دل کی بیماریوں کا شرعی علاج

[بغض وحسد، کینہ کپٹ، عدم اتحاد اور ترک تعلقات وغیرہ ......]

تالیف

ڈاکٹر سعید بن علی بن وہف قحطانی [حفظہ اللہ]

ترجمہ

ابو خالد جاوید احمد عبد الحق سعیدی

نظر ثانی

محمد قاسم عنایت اللہ دہلوی... محمد سلیم ساجد مدنی

ح المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بسلطانة ، ١٤٣٣ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

القحطاني ، سعيد بن وهف

سلامة الصدر / سعيد بن وهف القحطاني ؛ جاويد أحمد سعيدي - الرياض ، ١٤٣٣ هـ

٧٦ ص ؛ ١٢ x ١٧ سم

ردمك : ٩٧٨-٩٩٦٠-٨٧١-٢٦-٣

(النص باللغة الأوردية)

١- الفضائل الإسلامية ٢- التقوى

٣- الاخلاق الإسلامية أ- سعيدي ، جاويد

أحمد(مترجم) ب- العنوان

ديوي ٢١٢،١ ١٤٣٣/٢٢١٩

رقم الايداع: ١٤٣٣/٢٢١٩

ردمك: ٩٧٨-٩٩٦٠-٨٧١-٢٦-٢

مقدمة مؤلف

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا وسيات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادى له وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم باحسان إلىٰ يوم الدين وسلم تسليما كثيرا أما بعد !

زیر مطالعہ کتاب کا تعلق دل کی سلامتی کی فضیلت نیز حسد، جلن، بغض، ناچاقی، ہجران اور تعلقات منقطع کرنے کے انجام سے ہے، میں نے اس کتاب میں ہجران، ناچاقی اور قطع تعلقی کے لغوی اور شرعی مفہوم کی وضاحت کی ہے، اور کتاب وسنت کے ان دلائل کا جائزہ لیا ہے جن کا تعلق دل کی سلامتی کے وجوب سے اور اس [دل] کو پاک وصاف رکھنے سے ہے اسی طرح ہجران، ترک تعلقات اور ناچاقی کی حرمت کے دلائل کا جائزہ لیتے ہوئے ان اسباب کا تذکرہ بھی کیا ہے جن کی بنیاد پر عداوت، ناچاقی، قطع تعلقی اور ترک تعلقات جنم لیتے ہیں تا کہ ان میں مبتلا ہونے سے بچا جا سکے، اسی طرح ان اسباب کا بھی تذکرہ کیا ہے جو دل کی طہارت وسلامتی کا باعث بنتے ہیں تا کہ ان کو اختیار کیا جائے اور ان

پر عمل کیا جائے

اور اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس عمل کو بابرکت، نفع بخش اور خالص اپنی رضا کے لئے بنائے اور اس کا فائدہ میری زندگی میں پہونچائے اور میری وفات کے بعد بھی پہونچائے اور ان سبھی کو اس کا فائدہ پہونچائے جن کے ہاتھوں میں یہ کتاب پہونچے، پس وہ بہتر کارساز ہے اور بہتر امید کیا جانے والا ہے اور وہی ہمارے لئے کافی ہے، اور عظمت و جانکاری والے اللہ کے بغیر کسی میں نہ تو کچھ کرنے کی قوت اور نہ کسی چیز سے بچنے کی طاقت ہے اور ہمارے نبی محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] اور آپ کی آل واولاد اور آپ کے صحابہ اور قیامت تک آنے والے آپ کے سبھی پیروکاروں پر درود وسلام ہوں.

<u>مبحث اول</u>: **ھجر** کا لغوی مفہوم: لغت میں ترک تعلقات کو ہجر کہا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے **ھجرتہ ھجراً** یعنی میں نے اس سے تعلقات منقطع کر لئے، اور اسی سے لفظ ھجران آتا ہے [**المصباح المنیر للفیومی** : ۶۳۴/۲]

اور **ھجر** کا اصطلاحی مفہوم ہے: قریبی شخص کو چھوڑ دینا، اس سے تعلقات منقطع کر لینا اور اس کے اوپر احسان نہ کرنا [**لغة الفقهاء لمحمد رواس** : ص ۳۳۵ اور ۴۶۳]

قطیعت کا لغوی مفہوم: لاتعلقی ہے، کہا جاتا ہے **قَطَعَ فُلَانٌ فُلَاناً** یعنی اس نے اس کو چھوڑ دیا، اس کے ساتھ تعلقات استوار نہ رکھا، اس کو بھلائی کے حصول سے باز رکھا اور اس کا حق ادا نہیں کیا [**المصباح المنیر للفیومی** : ۵۰۹/۲] **معجم لغة الفقهاء** : ۳۳۴]

قطیعت کا اصطلاحی مفہوم ہے: کسی قریبی سے قطع تعلق ہو جانا، اس سے جدا ہو جانا، اس کے ساتھ تعلقات برقرار نہ رکھنا اور اس کے اوپر بھلائی نہ کرنا [**النهاية في غريب الحديث** : ۸۲/۴] **معجم لغة الفقهاء** [۳۳۴]

شَحْنَاءُ کا لغوی مفہوم: عداوت کرنے والے کو مُشَاحِنْ کہا جاتا ہے اور

عداوت وحسد کو شَحُنَاءُ کہا جاتا ہے [**النهاية في غريب الحديث لابن الاثير** : ۲/۴۴۹ **معجم لغة الفقهاء** : ص ۳۳۴]

اور **شَحُنَاء** کا اصطلاحی مفہوم ہے: بغض وحسد اور عداوت سے دل کا معمور ہونا

[**معجم لغة الفقهاء لمحمد رواس** : ۲۳۰]

مبحث دوم : جدائی، کنارہ کشی، کینہ و کپٹ اور ناچاقی کے خطرناک نتائج [انجام]:

حسد، بغض، جلن، لاتعلقی اور ناچاقی کا انجام قرآن وحدیث کے واضح اور صریح دلائل کی روشنی میں ہلاکت خیز، سماج کے لئے تباہ کن، ہم نواؤں اور ساتھیوں کے بیچ جدائی ڈالنے والا، غضب الٰہی کا موجب اور دنیا وآخرت کی سزاؤں میں اس [حاسد] کو مبتلا کرنے کا ایک سبب ہے.

چند ایک نتائج کا تذکرہ ذیل میں کیا جارہا ہے؛

آپس میں ایک دوسرے کے پیٹھ پیچھے پڑنا، آپس میں ایک دوسرے سے حسد کرنا اور باہم ایک دوسرے سے بغض رکھنا حرام ہے ابوہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ: آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو اور ایک دوسرے سے نفرت نہ کرو اور آپس میں ایک دوسرے کے پیٹھ پیچھے مت پڑو اور آپس میں ایک دوسرے کی خرید وفروخت پر بھاؤ تاؤ مت کرو اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے [اسے زیب نہیں دیتا ہے کہ] وہ اپنے بھائی پر ظلم کرے اور

اس کو رسوا کرے اور اسے حقیر جانے تقوی کی جگہ یہاں ہے اور تینوں بار آپ ﷺ اپنے دل کی جانب اشارہ کرر ہے تھے کسی شخص کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے اوپر اس کا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت وآبرو حرام ہے [صحیح مسلم : حدیث نمبر:۲۵۶۴]

یہ حدیث بہت ساری اہم تنبیہات پر دلالت کرتی ہے جن میں سے چند یہاں مندرجہ ذیل ہیں؛

پہلی تنبیہ: آپ ﷺ کا فرمان [لَا تَحَاسَدُوا] ہے جس سے حسد کے حرام ہونے کا پتہ چلتا ہے، اور حسد کا حقیقی مفہوم ہے کہ جس شخص سے حسد کیا جا رہا ہے اس کے تعلق سے یہ خواہش کرنا کہ اسے انعامات الٰہی حاصل نہ ہوں اور [حاصل ہو جانے پر] اس کے ختم ہو جانے کی آرزو کرتے رہنا اور اس کی کئی قسمیں ہیں؛

پہلی قسم: جس شخص سے حسد کیا جاتا ہے اس کے تعلق سے یہ چاہنا کہ اسے اللہ کی نعمت حاصل نہ ہو، اور اس کے ختم ہو جانے کی آرزو کرتے رہنا اور یہ کہ اگر اسے یہ نعمت حاصل ہو جائے تو اس تعلق سے اللہ تعالی کے اوپر اور اس کی تقسیم کردگی پر

اعتراض کر بیٹھنا، کسی کہنے والے نے کیا ہی خوب کہا ہے؛

الا قل لمن بات لی حاسدا　اتدری علی من آسأت الادب

أسات علی الله فی حکمه　بانك لم ترض لی ما وهب

ترجمہ: خبر دار! مجھ سے حسد کرنے والے کو آگاہ کردو کہ تم نہیں جانتے کہ تم نے کس کے ساتھ گستاخی کی ہے؟ تم نے اللہ کے فیصلہ کے ساتھ ناپسندیدگی ظاہر کی ہے کیونکہ اس نے مجھے جو عطیہ دیا ہے تم اس سے راضی نہیں ہو

دوسری قسم: جس سے حسد کیا جاتا ہے اس پر اللہ کی نعمت کو ناپسندیدہ سمجھنا اور اس کے زوال کی آرزو کرنا اگر چہ وہ نعمت اسے حاصل نہ ہو سکے اور دوسری قسم کا یہ حسد پہلی قسم سے زیادہ خطرناک ہے اور کسی کہنے والے نے کیا ہی خوب کہا ہے

اصبر علی حسد الحسود　فان صبرك قاتله

النار تاکل بعضها　ا ن لم تجد ما تاکله

ترجمہ: حسد کرنے والے کے حسد پر صبر سے کام لیتے رہو کیونکہ تمہارا صبر ہی اس کو ختم کرڈالے گا آگ جب جلانے کے لئے کوئی ایندھن نہیں پاتی تو دوسری آگ ہی کو کھا جاتی ہے

اور یہ دونوں قسمیں حسد کی مذموم ترین صفات میں سے ہیں

تیسری قسم: رشک [غِبطَـــة] کا حسد: اوراس سے مراداس بات کی تمنا کرتے رہنا ہے کہ جونعمت حسد کئے جانے والے کو حاصل ہے وہی اسے مل جائے اوراس کی نعمت ختم نہ ہوتواس میں کوئی حرج نہیں اور ایسا کرنے والا عیب دار نہ ہوگا بلکہ یہ ایک قسم کی منافست ہے اور بلاشبہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَفِي ذَالِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾

ترجمہ: بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی [المطففين : ٢٦]

اوراسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: حسد دو چیزوں میں ہوسکتا ہے ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالی نے قرآن کی نعمت عطا فرمائی اور وہ اسکی رات ودن تلاوت کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالی نے مال عنایت کیا تو وہ اسے رات ودن خرچ کرتا رہتا ہے [بخاری : ٥٠٢٥ مسلم :٨١٥]

اورعلامہ ابن القیمؒ نے حسد کے تین درجات بیان کئے ہیں؛

پہلا درجہ: جس شخص سے حسد کیا جارہا ہے اس سے نعمت کے زوال کی تمنا کرنا اوراس تمنا کو پورا کرنے کے لئے دل وزبان اوراعضاء سے اسے تکلیف پہونچانا تو یہ مذموم حسد ہے

دوسرا درجہ: نعمت کے برقرار نہ رہنے کی تمنا کرنا پس وہ ناپسند کرتا ہو کہ اللہ تعالی اپنے کسی بندہ کو کوئی نعمت عنایت فرمائے بلکہ وہ چاہتا ہو کہ وہ اسی حال پر (جہالت وفقیری یا کمزوری یا اللہ سے اس کی دل کی دوری یا دین کی کمی) قائم رہے پس وہ آرزو کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ ناقص اور باعیب رہے پس اس چیز کا تعلق تقدیر پر حسد کرنے سے ہے اور پہلی قسم کا تعلق کسی محقق چیز کے اوپر حسد کرنے سے ہے

تیسرا درجہ: غبطہ کا حسد: عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ حسد صرف دو چیزوں میں ہے ایک شخص کو اللہ تعالی نے مال عنایت کیا جسے وہ راہ حق میں خرچ کرتا ہے اور ایک شخص کو اللہ تعالی نے نعمت عطا فرمائی جس کے ذریعہ وہ فیصلہ کرتا ہے اور اسے سکھاتا ہے [بخاری : ۷۳ مسلم : ۸۱۶]

تو یہ غبطہ (رشک) کا حسد ہے اس کے نفس کے غرور نے اپنے ساتھی کے برخلاف ایسا کرنے پر اسے آمادہ کیا ہے جب کہ وہ خیر کی خصلتوں کو چاہتا ہے

اور مذموم حسد کا تعلق یہود کے اوصاف سے ہے اور یہ ابلیس کا عمل ہے اور اس کی مثالوں میں سے آدم کے دونوں بیٹوں کا حسد ہے اور یعقوب کے بیٹوں کا اپنے بھائی یوسف سے حسد کرنا اسی سے متعلق ہے

اوراس کے نقصانات بہت ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں؛
اس میں اللہ تعالی پر اور اس کے حکم [تقسیم کردگی] پر اعتراض ہے اور اسی لئے یہ حسد نیکیوں کو ایسے ہی کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے اور اس کے نقصانات میں سے یہ ہے کہ اس کی وجہ سے حسد کرنے والے کے دل کو قلق و پریشانی اور رنج وغم پہونچتا ہے اور اعصاب اور دل پر زخم پہونچتا ہے اور اس کے علاوہ دیگر نقصانات ہیں

اور جہاں تک معاشرہ میں حسد کے اثر انداز ہونے والی بات ہے تو یہ غیبت، چغلخوری، بغاوت، سرکشی، ظلم، الزام تراشی اور چوری وقتل کا سبب بنتا ہے اور حسد کرنے والے اپنے قلت ایمانی اور اپنے دین کی کمزوری میں مختلف ہوا کرتے ہیں (دیکھئے: ابن رجب کی کتاب: **جامع العلوم والحکم** :[۲/۲۵۷تا۲۶۳] اور میدانی کی کتاب **الاخلاق الاسلامیة** [۱/۷۸۹تا۸۱۹] اور ابن قیمؒ کی کتاب: **ذم الحسد وأهله** اور ابن تیمیہؒ کی کتاب **[امراض القلوب]**

پہلا مسئلہ: حسد ایک بڑی بیماری ہے دلوں کو برباد کرنے والا ہے اور امت و جماعت اور خاندان کو تباہ کرنے والا ہے بلکہ دین اور اخلاق کو تباہ کرنے والا ہے مندرجہ ذیل اسباب سے ان تباہ کاریوں کی وضاحت ہوتی ہے؛

[١] حسد امتوں کی قلبی بیماریوں میں سے ایک قدیم بیماری ہے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: تمہارے بیچ تم سے پہلے کی امتوں کی بیماری در آئی ہے جو بیماری حسد اور بغض ہے اور یہ مونڈنے والی ہے میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈنے والی [ختم کرنے والی] ہے مگر دین کو ختم کرنے والی ہے[جامع ترمذی

:٢٥١٠] اور علامہ البانیؒ نے صحیح ترمذی میں اسے حسن کہا ہے٣/٦٠٧]

[٢] حسد ایک فاسد شے ہے اور اس کا تعلق برے اخلاق سے ہے

[٣] حسد دلوں کی اہم ترین نافرمانیوں میں سے ہے اور دلوں کی نافرمانیاں اعضاء وجوارح کی نافرمانیوں سے سخت ہوا کرتی ہیں

[٤] حسد سے حاسد کی ایمانی کمزوری کا پتہ چلتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے[بخاری : ١٣ مسلم : ٤٥]

[٥] حسد سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ حاسد نیکی اور تقوی کے امور پر معاون نہیں ہوتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: کہ ایک مومن دوسرے مومن کے لئے مانند دیوار ہے جو آپس میں مل کر ایک دوسرے کو مضبوط بناتی ہیں اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا لیا[بخاری : ٤٨١ مسلم: ٢٥٨٥]

[٦] حسد اس بات کو واضح کرتا ہے کہ حاسد رحم و کرم کی صفت کھو چکا ہوتا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: باہمی محبت و مؤدت میں مومنوں کی مثال مانند جسم ہے جب اس [جسم کے اعضاء میں سے] کے کسی عضو کو تکلیف پہونچتی ہے تو سارے اعضاء بے چین اور بخار زدہ ہو جاتے ہیں [بخاری : ٦٠١١ مسلم :٢٥٨٦]

[٧] حسد سے اللہ تعالی کی اور اس کے رسول کی نافرمانی ہوتی ہے جیسا کہ [لَا تَحَاسَدُوْا] والی حدیث اس پر دلالت کررہی ہے مطلب یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو

[٨] حسد مخلوق ناطق کی ایک قبیح صفت ہے

الف] پس یہ ابلیس کی صفات میں سے ایک صفت ہے

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوْا لِآدَمَ فَسَجَدُوْا إِلَّا إِبْلِيْسَ أَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ﴾

ترجمہ: اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا اس نے انکار اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں ہو گیا [البقرة : ٣٤]

پس ابلیس نے آدم کے اوپر حسد کیا تو وہ اللہ تعالی کی نافرمانی کر بیٹھا اور جب اللہ

نے اسے سجدہ[آدم کا] کرنے کا حکم دیا تو سجدہ نہ کیا

ب] اور حسد یہود ونصاری کی صفات میں سے ہے

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّاراً حَسَداً مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ﴾

ترجمہ: ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہو جانے کے محض حسد وبغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں[البقرة : ۱۰۹]

اور اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمْ مِنْ فَضْلِهِ﴾

ترجمہ: یا یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالی نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے[النساء : ۵۴]

ج] اور حسد منافقین کی صفات میں سے ہے

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئاً إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ﴾

ترجمہ: اگر عقلمند ہو (تو غور کرو) ہاں تم تو انہیں چاہتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے تم پوری کتاب کو مانتے ہو (وہ نہیں مانتے پھر محبت کیسی؟) یہ تمہارے سامنے تو اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہیں لیکن تنہائی میں مارے غصہ کے انگلیاں چباتے ہیں کہہ دو کہ اپنے غصہ میں ہی مر جاؤ اللہ تعالی دلوں کے راز کو بخوبی جانتا ہے تمہیں اگر بھلائی ملے تو یہ ناخوش ہوتے ہیں ہاں! برائی پہونچے تو خوش ہوتے ہیں تم اگر صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو ان کا مکر تمہیں کچھ نقصان نہ دے گا اللہ تعالی نے ان کے ایمان کا احاطہ کر رکھا ہے [آل عمران: ۱۱۹ اور ۱۲۰]

[۹] حسد کا ارتکاب کوتاہ اندیش ہی کیا کرتے ہیں

الف] پس یہ عوتوں کے بیچ ہوا کرتا ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے حسد کرتی ہیں اور خاص طور پر ایک ہی خاوند کے ماتحت رہنے والی کئی ایک بیویاں آپس میں ایک دوسرے پر حسد کرتی ہیں ہاں یہ ہے کہ اللہ تعالی جسے محفوظ رکھے

ب] اور یہ حسد سرداری یا مال کے ساجھی داروں کے بیچ پایا جاتا ہے

ج] اور یہ حسد ہم شریکوں اور ساتھیوں کے بیچ پایا جاتا ہے مثال کے طور پر حضرت آدم کے دو فرزندوں کا حسد کہ قاتل نے مقتول سے حسد کیا اور اس کو مار ہی ڈالا

[١٠] حسد جن اسباب کی بناپر معرض وجود میں آتا ہے یا جن اسباب کی بناپر حاسد محسود سے حسد کرنے لگ جاتا ہے ان میں سے کچھ اسباب یہ ہیں؛

الف] بغض و عداوت : پس اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو کسی بنا پر اذیت پہونچاتا ہے تو وہ اس کے دل میں بغض بھر دیتا ہے [اور جس کو تکلیف لاحق ہوئی ہے] وہ اس کے اوپر غضبناک ہو جاتا ہے اور اپنے دل میں اس کے خلاف کینہ و کپٹ ٹھان بیٹھتا ہے [پھر یہ] حسد انتقام اور سکون چاہتا ہے پس اگر وہ خود سے ایسا نہیں کر پاتا ہے تو پھر یہ چاہنے لگ جاتا ہے کہ اس پر کوئی افتاد آپڑے جس سے اس کے دل کو سکون نصیب ہو جائے اب اگر اس پر افتاد آپڑتی ہے تو شادماں ہو جاتا ہے اور اس کے اوپر آئی ہوئی مصیبت دیکھ کر اسے خوشی نصیب ہوتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ ایسا اس کے تمنا کرنے کی وجہ سے ہوا ہے اور اگر اسے کوئی نعمت مل جاتی ہے تو یہ نعمت اس شخص کو رنجور کر جاتی ہے کیونکہ نعمت کا نصیب ہونا اس کی چاہت ومراد کے خلاف ہوا ہے

ب] بندگان الٰہی کو حاصل ہونے والی نعمتوں کے متعلق نفس انسانی کا خبیث وبخیل ہونا: پس ہم کچھ ناکاروں کے یہاں اس چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ جب

ان کے سامنے کسی انسان کا ذکر خیر کیا جاتا ہے تو انہیں برا لگتا ہے اور جب اسی شخص کو برائی سے یاد کیا جاتا ہے تو شاداں وفرحاں ہو بیٹھتا ہے پس وہ ہمیشہ لوگوں کے حق میں خیر کو ناپسند کرتا ہے اور ان کے حق میں تکلیف ومصیبت ہی چاہتا رہتا ہے جیسے کہ اس قسم کے لوگ بھلائیاں اپنے گھروں سے اور اپنے اسٹوروں سے دے رہے ہوتے ہیں جب کہ [حقیقت یہ ہے] یہ سب کچھ اللہ تعالی کے فضل اور اس کی عطا سے ہوا کرتا ہے

کچھ علماء کا بیان ہے کہ: بخیل وہ ہوتا ہے جو اپنے مال سے بخیلی کرتا ہے اور شحیح وہ ہوتا ہے جو دوسروں کے مال سے لوگوں کے اوپر بخالت کرتا ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ: بخیل اپنے مال کو روک کر رکھتا ہے اور واجبات میں اسے خرچ نہیں کرتا ہے اور شحیح وہ ہے جو چاہتے ہوئے واجبات میں اس [مال] کو خرچ نہیں کرتا ہے

اور حاسد ایسا کم ظرف بخیل ہوتا ہے جو اللہ تعالی کی اس کے بندوں کو ملنے والی نعمتوں پر بخالت کرتا ہے اور اللہ تعالی کا اس کے بندوں کو حاصل ہونے والی نعمتوں کا دشمن ہوتا ہے اور اس کی وجہ خباثت نفس اور رزالت طبع کے سوا کچھ اور

نہیں اور اس کا علاج انتہائی دشوار ہوا کرتا ہے کیونکہ حسد کے کچھ اسباب تو عارضی ہوا کرتے ہیں جن کا ازالہ ممکن ہے مگر یہ خباثت تو فطری ہے یہ [خباثت] کسی سبب کی بنا پر نہیں ہے اس بنیاد پر اس کا ازالہ ناممکن ہے ہم اللہ تعالی سے پناہ اور عافیت چاہتے ہیں

[۱۱] حسد کے پائے جانے سے اس [حسد] کی یہ علامتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں

الف] سوشل بائیکاٹ، قطع تعلقات اور کینہ و کپٹ

ب] غیبت و چغلخوری

ج] ظلم و زیادتی

د] چوری و قتل

[۱۲] حسد کا علاج کچھ اس طرح سے کیا جا سکتا ہے؛

الف] حاسد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالی سے توبہ کرے اور دھیان رکھے کہ اللہ تعالی ہی عطا کرنے والا اور نہ عطا کرنے والا ہے اور وہی عزت و ذلت دینے والا ہے اور ایسا وہ اپنی عظیم حکمت کے تحت کرتا ہے پس وہ کسی حکمت کے پیش نظر ہی عطا کرتا ہے اور کسی ایسی مصلحت کے پیش نظر محروم کر دیتا ہے جس کی

جانکاری صرف اسی کو ہے

ب] لوگوں کو حاصل ہونے والی نعمتوں پر اپنی نگاہ نہ رکھے اور اپنی لو اللہ سے لگائے اور اسی سے اس کی نعمتوں کا سوال کرے

ج] جب اسے یہ چیز دکھائی پڑے کہ دنیاوی امور میں کوئی اس کے ساتھ مقابلہ کر رہا ہے تو وہ اس کے ساتھ ان نیک اعمال میں مقابلہ کرے جن سے اس کا مقام قیامت کے روز اللہ تعالی کے یہاں بلند ہو سکے

د] بچپن ہی سے لوگوں کی خاطر بھلائی چاہنے کی عادت ڈالے

ہ] جب اسے کوئی چیز پسند آجائے تو اپنے آپ کو اس قول کا عادی بنالے مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

و] جب اپنے دل میں کسی مذموم حسد کا اثر محسوس کرے تو اس شخص کے حق میں فوری دعا مانگے جس سے وہ حسد کرنا چاہتا ہے کہ اللہ تعالی اپنا فضل وسیع کردے کیونکہ کبھی کبھار کوئی شخص حسد تو کرتا ہے مگر ظاہر نہیں کرتا ہے اور کسی بھی طرح اس کے حسد کرنے سے کوئی نقصان نہیں پہونچتا ہے نہ تو اس کے فعل سے اور نہ ہی اس کی زبان سے اور نہ ہی اس کے ہاتھ سے کوئی نقصان پہونچتا ہے اور اپنے بھائی کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہے جس طرح کے معاملات اللہ اور اس کے رسول کو

پسند ہیں اور اس قسم کے حسد سے وہی حضرات محفوظ رہ سکتے ہیں جنہیں اللہ محفوظ رکھے اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ: حسد سے کوئی بھی شخص محفوظ نہ رہ سکا مگر بد بخت اسے ظاہر کر بیٹھتا ہے اور شریف اسے چھپا لیتا ہے اور اسی لئے یہ حسد دل کی بیماریوں میں سے ایک ایسی بیماری ہے جس سے کم ہی لوگ نجات پاتے ہیں

مگر مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے طور پر اسے ختم کرنے کی کوشش کرے اور جس سے حسد کرتا ہے اس کے حق میں اخلاص اور سچائی کے ساتھ دعا مانگے اور اس کے حق میں زیادتی خیر کی تمنا کرے اور جس سے وہ حسد کر رہا ہے اسے نہ تو زبان سے تکلیف پہونچائے اور نہ ہی عمل سے تکلیف پہونچائے اور نہ ہی کسی اور طرح سے تکلیف پہونچائے تو پھر اس کے اس حسد سے اسے کوئی نقصان نہ پہونچے گا جو اس کے دل میں جاگزیں ہو چکا ہے

[۱۳] حاسد بسا اوقات نظر بد لگاتا ہے

لہٰذا حسد کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو اذیت نہ پہونچائے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نظر بد لگانے والا ایک خاص قسم کا حاسد ہوتا ہے اور یہ [نظر بد لگانے والا] حاسد سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتا ہے پس ہر نظر

بد لگانے والا یقینی طور پر حاسد ہوتا ہے اور ہر حاسد نظر بد لگانے والا نہیں ہوا کرتا ہے پس جب مسلمان حسد کرنے والے کے شر سے پناہ مانگتا ہے تو اس میں نظر بد لگانے والا داخل ہوتا ہے اور اس کا تعلق قرآن کی شمولیت اور اس کے اعجاز و بلاغت سے ہے

[۱۴] وہ اسباب جن سے حاسد کے شر کو ختم کیا جاسکتا ہے دس (۱۰) ہیں ؛ جن کا تذکرہ علامہ ابن القیمؒ نے کچھ اس انداز میں کیا ہے

۱] اس [حاسد] کے شر سے اللہ تعالی کی پناہ مانگنا

۲] اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرنا اور حاسد کی اذیت پر صبر کرنا

۳] اپنے دل کو اس کے [حسد] کی اذیت سے لگا کر نہ رکھنا

۴] اللہ تعالی کے اوپر توکل کرنا

۵] اپنے آپ کو اس میں لگا کر نہ رکھنا اور اس کے بارے میں نہ سوچنا

۶] اللہ تعالی کی جانب متوجہ ہونا اور اس کے لئے خلوص کو اپنانا

۷] گناہوں سے خالص توبہ کرنا

۸] صدقہ اور احسان کرنا

۹] حسد کرنے والے کی آگ کو اس کے اوپر احسان کر کے اور اس کے حق میں دعا کر کے بجھا دینا اور یہ چیز دلوں پر شاق (دشوار) گزرنے والی ہے

۱۰] بنیادی سبب : خالص اللہ تعالی کی توحید کا اپنانا ہے

دوسری تنبیہ: [وَلَا تَنَاجَشُوا] نجش [دھوکہ] کے حرام ہونے پر دلالت کرتا ہے اور نجش سامان کی اس زیادتی کو کہا جاتا ہے جس کا مقصد اس سامان کا بھاؤ چڑھا کر تاجر کو فائدہ پہونچانا ہوتا ہے یا اس کا بھاؤ چڑھا کر خریدار کو نقصان پہونچانا ہوتا ہے اور مقصد اس سامان کو خریدنا نہیں ہوتا ہے اور دھوکہ باز خائن اور سودخور ہوا کرتا ہے

تیسری تنبیہ. آپ ﷺ کا فرمان [وَلَا تَبَاغَضُوا] آپس میں ایک دوسرے سے بغض رکھنے کے حرام ہونے کو بتلاتا ہے پس آپ ﷺ نے مسلمانوں کو غیر اللہ کی خاطر بلکہ ہوائے نفس کی خاطر آپس میں ایک دوسرے سے بغض رکھنے سے منع فرمایا پس اللہ تعالی نے مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی بنایا اور یہ بھائی آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں بغض نہیں رکھتے ہیں ہاں جہاں تک اللہ تعالی کی خاطر بغض رکھنے کی بات ہے تو یہ ایمان کا ایک مضبوط کڑا ہے اور اس کی

ممانعت نہیں ہے

چوتھی تنبیہ: آپ ﷺ کا فرمان [وَلَا تَدَابَرُوْا] تدابر کی حرام ہونے کی دلیل ہے اور یہ [تدابر] لاتعلقی اور پچھاڑ کو کہا جاتا ہے جو [أَنْ يُوَلِّيَ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ دُبُرَهُ وَيُعْرِضَ عَنْهُ بِوَجْهِهِ] سے ماخوذ ہے اور ترک تعلقات کے مفہوم میں ہے

پانچویں تنبیہ: آپ ﷺ کے فرمان [وَلَا يَبِعْ بُعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ] سے پتہ چلتا ہے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے خلاف سودے بازی کرنا حرام ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے اوپر حق ہے تو [چاہئے کہ] اس کے خلاف سودے بازی نہ کرے

چھٹی تنبیہ: آپ ﷺ کا فرمان ہے: [وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَاناً] نبی ﷺ نے اللہ تعالی کے لئے بھائی بھائی ہو جانے کا حکم دیا اور یہ جملہ مانند تعلیل ہے جیسا کہ بات آچکی ہے مطلب یہ ہے کہ جب وہ آپس میں ایک دوسرے سے حسد کرنا دھوکہ دینا اور بغض رکھنا اور آپس میں ایک دوسرے کے خلاف بھاؤ تاؤ کرنا ترک کر دیں گے تو آپس آپس میں بھائی ہو جائیں گے

ساتویں تنبیہ: آپ ﷺ کا فرمان ہے: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نبی کریم ﷺ نے بیان کیا ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور یہ اللہ تعالی کے فرمان ﴿ **اِنَّمَا الْمُؤمِنُونَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ** ﴾ سے ماخوذ ہے [یاد رکھو سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے اور بھائیوں میں ملاپ کرادیا کرو] [**الحجرات** : ۱۰]

پس جب مومن آپس میں بھائی بھائی ٹھہرے تو ان کو ایسی چیزوں کے کرنے کا حکم دیا گیا جو دلوں کی وحدت واتحاد کا سبب بنیں اور ان چیزوں سے بچیں جن سے دلوں میں نفرت واختلاف پیدا ہوتا ہو

آٹھویں تنبیہ: آپ ﷺ کا فرمان ہے: [**اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ**] ظلم کے حرام ہونے پر دلالت کرتا ہے پس یہ روز قیامت کی تاریکیاں ہیں اور حقیقت میں اللہ تعالی نے اسے اپنے اوپر حرام قرار دیا ہے اور اسے اپنے بندوں کے بیچ حرام ٹھہرایا ہے پس فرمایا: اے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے اسے تمہارے بیچ حرام ٹھہرایا ہے پس آپس میں ظلم نہ کرو [**مسلم** ۲۵۷۷] اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ظلم روز قیامت کی تاریکیوں میں سے

ایک تاریکی ہے [بخاری : ۲۴۴۷ مسلم :۲۵۷۹]

نوویں تنبیہ: آپ ﷺ کا فرمان ہے [وَلَا يَخْذُلُهُ] جواس بات کو بتلاتا ہے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو رسوا کرنا حرام ہے اسے اپنے بھائی کی مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم اور جب وہ ظالم ہو تو اس کی مدد [اس طرح] ہوسکتی ہے کہ اس کو ظلم کرنے سے روکا جائے [بخاری : ۲۴۴۳ مسلم : ۲۵۸۴]

دسویں تنبیہ: آپ ﷺ کا فرمان ہے [وَلَا يَحْقِرُهُ] جواس چیز کو بتلاتا ہے کہ ایک مسلم شخص کا دوسرے مسلم شخص کو حقیر جاننا حرام ہے اور کسی کی تحقیر کرنا غرور کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کبر حق سے اترانا ہے اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے [مسلم: ۹۱]

اور متکبر اپنی جانب کمال کے زاویہ سے دیکھتا ہے اور دوسروں کی جانب نقص کے زاویہ سے دیکھتا ہے پس وہ غیروں کو حقیر و معمولی گمان کرتا ہے اور ان کو اس قابل نہیں سمجھتا ہے کہ ان کے حقوق کا پاس ولحاظ کرے اور جب یہ لوگ اس کے سامنے حق واضح کرتے ہیں تو ان کے پیش کردہ حق کو قبول نہیں کرتے ہیں

گیارہویں تنبیہ: آپ کا فرمان ہے [**اَلتَّقْوٰی هَاهُنَا**] اور آپ ﷺ نے اپنے دل کی جانب اشارہ کیا اس حدیث کے اندر اس بات کی وضاحت ہے کہ لوگوں میں سے زیادہ باعزت سب سے زیادہ تقوی والا ہے پس بسا اوقات لوگ کسی شخص کو اس کی کمزوری اور اس کی دنیاوی کم مائیگی کی بنا پر حقیر سمجھتے ہیں جب کہ وہ اللہ تعالی کے یہاں ان لوگوں سے کہیں زیادہ قدر و منزلت والا ہے جن کی قدر دنیا میں ہے کیونکہ [لوگوں کی] قدر و منزلت کا فرق تقوی کے اعتبار سے ہوا کرتا ہے

اور تقوی کی اصل دل میں پائی جاتی ہے اور جب تقوی کا تعلق دل سے ہے تو اس کی حقیقت کے بارے میں سوائے اللہ تعالی کے کوئی اور نہیں جانتا ہے ہاں مگر عمل سے تقوی کی تصدیق ہو جاتی ہے

بارہویں تنبیہ: آپ ﷺ کا فرمان [**بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ**] اس بات کو بتلاتا ہے کہ مسلم شخص کی تحقیر کا تعلق ایک خطرناک امر ہے اور اس کی خطرناکی ہی اس کے شر کے لئے کافی ہے کیونکہ اس نے اپنے بھائی کو اس پر تکبر کرنے ہی کی بنا پر حقیر جانا اور تکبر بری خصلتوں

میں سے ہے اور اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جس کے دل میں ذرہ برابر کبر وغرور ہوگا [مسلم: ۹۱]

تیرھویں تنبیہ: آپ ﷺ کا فرمان ہے [**كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ**]

حدیث کے [اس جملہ] میں یہ اہم بیان موجود ہے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے اوپر اس کا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت وآبرو حرام ہے اور اس [جملہ] کا تعلق ان جوامع کلمات سے ہے جس کو آپ ﷺ خطبہ میں استعمال کیا کرتے تھے پس آپ ﷺ نے یہ جملہ عرفہ کے روز حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا اور نحر والے دن اور ایام تشریق کے دوسرے روز یہ جملہ فرمایا اور آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری جاہ اور [بخاری کے الفاظ ہیں ۷۰۷۸] اور تمہارے بدن کی حرمت اسی طرح ہے جس طرح کہ اس دن کی حرمت ہے اور اس مہینہ کی حرمت ہے اور اس شہر کی حرمت ہے [**بخاری**: ۱۷۳۹ اور ۱۷۴۱ اور **مسلم** ۲۵۵۹]

اور انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ آپس میں

ایک دوسرے کے ساتھ بغض نہ رکھو اور آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے نہ پڑو اور قطع تعلقی نہ کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ اور مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دنوں سے زیادہ تک کے لئے قطع تعلقی کرے اور ایک روایت میں تین راتوں کے الفاظ ہیں

[بخاری : ۶۰۶۴اور ۶۰۷۶ **مسلم** ۲۴اور ۲۵۵۹]

امام نوویؒ نے فرمایا: تدابر آپس میں عداوت رکھنے کو کہا جاتا ہے اور دوسرا قول ہے کہ تدابر قطع تعلقی کو کہا جاتا ہے اس لئے ان میں سے ہر ایک اپنے بھائی کے پیٹھ پیچھے ہو لیتا ہے اور حسد زوال نعمت کی تمنا کو کہا جاتا ہے اور یہ حرام ہے اور اللہ کے بندو بھائی بھائی ہو جاؤ **كُونُوعِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَاناً** کا مطلب ہے کہ: آپس میں اخوت و بھائی چارہ کا معاملہ کرو اور ان کے ساتھ رہن سہن میں مودت اور نرمی اور شفقت و پیار سے پیش آؤ اور کار خیر میں [ان کا] تعاون کرو اور اسی طرح ہر حال میں دلوں کو صاف رکھو اور خیر خواہی والا معاملہ کرو [صحیح مسلم کی شرح ۱۶/۳۵۱]

اور امام مالکؒ نے فرمایا: اور میں سمجھتا ہوں کہ تدابر مسلمان کا دوسرے مسلمان سے اعراض کرنے کو کہا جاتا ہے کہ اپنا چہرہ اس کی جانب سے پھیر لے **[مؤطا امام مالك** ۲/۹۰۷]

دوسرا مسئلہ

بغیر کسی شرعی عذر کے تین دنوں سے زیادہ تک ترک تعلقات کرنا: ابو ایوب انصاریؓ کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین رات سے زیادہ تک ترک تعلق رکھے یعنی معاملہ ایسا ہو کہ جب وہ دونوں ملتے ہوں تو ایک دوسرے سے رخ پھیر لیتے ہوں اور ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو ان میں سلام سے آغاز کرے (سلام کرنے میں پہل کرے) [بخاری: ۶۰۷۷ مسلم: ۲۵۶۰]

اس حدیث کے متعلق علماء فرماتے ہیں کہ تین رات سے زیادہ تک کے لئے مسلمانوں کا آپسی تعلقات منقطع کرنا حرام ہے اور پہلے کی تین راتیں نص حدیث کی روشنی میں جائز قرار دی گئی ہیں اور دوسرے [تین راتوں سے زیادہ تک کی حرمت] مفہوم مخالف سے اخذ کی گئی ہے اور ابتدائی تین راتوں میں اسے معاف کر دیا گیا ہے کیونکہ انسان کی فطرت میں غصہ اور بد خلقی اور اس قسم کی چیزیں ہیں پس اسی لئے پہلے کی تین راتوں میں اسے معاف کر دیا گیا ہے تا کہ یہ عارضی چیز ختم ہو جائے اور آپ ﷺ کا فرمان: يَلْتَقِيَانِ فَيَعْرِضُ هٰذَا وَيَعْرِضُ هٰذَا

اور ایک روایت میں ہے [**فَيَصُدُّ هٰذَا وَيَصُدُّ هٰذَا**] اور **يَصُدُّ** کا مطلب ہے اعراض کرتا ہے یعنی اپنا پہلو پھیر لیتا ہے اور صد پہلو اور ناحیہ کو کہا جاتا ہے اور آپ ﷺ کا فرمان: **وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ** یعنی ان دونوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو ان میں سلام پہلے کرے اور اس کے اندر امام شافعی اور مالک اور ان کے ہم مشربوں کی دلیل یہی ہے کہ: سلام سے قطع تعلقی ختم ہوتی ہے اور اس سے گناہ مٹ جاتا ہے اور گناہ کو زائل کرتا ہے جب کہ امام احمد اور دوسرے ائمہ کا کہنا ہے کہ: اگر وہ اسے اذیت پہونچا رہا ہے تو اس کی قطع تعلقی ختم نہیں ہوتی ہے اگر چہ وہ اسے لکھے یا اس کی غیر موجودگی میں اسے بھیجے تو کیا قطع تعلقی کا گناہ ختم ہو جائے گا یا نہیں اس تعلق سے دو رائیں ہیں ان میں سے ایک رائے یہ ہے کہ [گناہ] ختم نہیں ہوگا کیونکہ اس نے اس کے ساتھ (براہ راست) بات چیت نہیں کی جب کہ اس معاملہ میں صحیح بات ہے کہ [گناہ] ختم ہو جائے گا کیونکہ اجنبیت ختم ہوگئی (صحیح مسلم کی شرح نووی ۱۶/۳۵۳) اور ابن حجر کی کتاب فتح الباری (۱۱/۴۹۲)

تیسرا مسئلہ

جب وہ آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں تو اجر میں دونوں مساوی ہیں اور اگر ان میں سے ایک نے جواب نہیں دیا تو وہ گنہ گار رہوا اور سلام کرنے والا قطع تعلق کے دائرہ سے خارج ہوگیا کیونکہ ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ: کسی مومن کے لئے جائز نہیں ہے کہ کہ مومن کو تین رات سے زیادہ تک لئے چھوڑے پس اگر تین رات گزر جائے اور اس سے ملاقات ہو تو اس سے سلام کرے پس اگر جواب دے تو اجر میں دونوں مساوی ٹھہرے [دونوں کو برابر کا اجر ملے گا] اور اگر اس نے جواب نہ دیا تو وہ گنہ گار ہوگا اور سلام کرنے کو گناہ نہ ملے گا (ابوداؤد ۴۹۱۲ اور علامہ البانی نے صحیح الترغیب والترہیب میں اسے حسن لغیرہ کہا ہے ۳/۵۰)

اور عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے زیب نہیں دیتا کہ دوسرے مسلمان سے تین سے زیادہ دنوں تک کے لئے تعلقات منقطع رکھے پس اگر وہ اس سے ملاقات کرے اور تین بار سلام کرے ہر مرتبہ وہ اس کے سلام کا جواب نہ دے تو وہ گنہ گار ٹھہرے گا [سنن ابوداؤد: ۴۹۱۳ اور البانی نے ارواء الغلیل: ۷/۹۴ میں اور صحیح سنن ابوداؤد: ۳/۲۰۴ میں اسے حسن کہا ہے اور صحیح الترغیب والترہیب: ۳/۵۰ میں اسے حسن صحیح کہا ہے

چوتھا مسئلہ

جس نے اپنے مسلم بھائی سے تین سے زیادہ دنوں تک تعلقات منقطع رکھا اور اسی حال میں وہ انتقال کر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین سے زیادہ تک لئے چھوڑے پس جس نے تین سے زیادہ تک تعلقات منقطع رکھے اور اسی حال میں وہ مر گیا تو وہ جہنم میں جائے گا [سنن ابوداؤد: ۴۹۱۴ اور البانی نے ارواء الغلیل: ۷/۹۴ میں اور صحیح سنن ابوداؤد: ۳/۲۰۴ اور صحیح الترغیب: ۳/۵۰ میں اسے صحیح کہا ہے]

پانچواں مسئلہ

جس نے اپنے بھائی کو ایک سال تک کے لئے چھوڑ دیا تو گویا اس نے اس کا خون بہایا: ابو خراش اسلمیؓ کی حدیث ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے اپنے بھائی کو ایک سال کے لئے چھوڑ دیا تو گویا کہ اس نے اس کا خون بہایا [سنن ابوداؤد: ۴۹۱۵ اور البانی نے صحیح سنن ابوداؤد: ۳/۲۰۵ اور صحیح الادب المفرد: ص ۱۹۵ میں اسے صحیح کہا ہے]

اور سَفکُ خون بہانے کو کہا جاتا ہے کیونکہ مکمل ایک برس تک اس پر اصرار کر کے

وہ حد کو عبور کر گیا تو گویا اس نے جدائی کی تلوار سے اس کا خون کیا[**فضل اللہ الصمد فی توضیح الادب المفرد:۱/۴۹۸**]

چھٹا مسئلہ

جب ان دونوں میں کوئی سلام کا جواب نہیں دیتا ہے تو فرشتے اس سلام کا جواب دیتے ہیں ہشام بن عامر انصاریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: کسی مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تین سے زیادہ دنوں تک تعلقات منقطع رکھنا جائز نہیں ہے پس اگر وہ دونوں تین سے زیادہ تک کے لئے تعلقات منقطع کرتے ہیں تو یہ دونوں حق سے اعراض کر رہے ہوتے ہیں جب تک کہ یہ دونوں اپنے تعلقات منقطع کئے رہتے ہیں اور ان میں سب سے پہلا فے اس کا ادا ہوتا ہے جو ان میں پہل کرتا ہے پس اگر وہ سلام کرے اور دوسرا اس کا جواب نہ دے تو فرشتے اس کا جواب دیتے ہیں اور دوسرے کا جواب شیطان دیتا ہے پس اگر ان دونوں کا انتقال اسی حال میں ہوجاتا ہے تو وہ دونوں جنت میں ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے [مسند احمد :۲۶/۱۸۸-۱۶۲۵۷اور ۱۶۲۵۸ مسند ابویعلی:۱۵۵۷اور مسند ابن حبان:۵۶۶۴اور طبرانی الکبیر: ۲۲/۴۵۴اور بخاری کی کتاب الادب المفرد:۴۰۲اور ۴۰۷اور مسند بن حنبل کے محققین نے اسے صحیح

کہا ہے (۲۶/ ۱۸۸اور ۱۹۰) اور البانی نے صحیح الترغیب والترہیب (۳/ ۵۰) اور صحیح الادب المفرد (ص ۱۵۸) میں اورارواء الغلیل (۷/ ۹۵) میں اسے صحیح گردانا ہے

ساتواں مسئلہ

ہر جمعرات اور پیر کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں پس اللہ تعالی اس روز ہر اس شخص کے گناہ کو بخشتا ہے جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا ہے مگر اس کو نہیں بخشتا جس کے بیچ اور اس کے بھائی کے بیچ بغض و ناچاقی ہوتی ہے ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: پیر کے دن اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں پس وہ ہر اس مسلمان کو بخشتا ہے جو شرک نہیں کرتا ہے مگر وہ شخص نہیں بخشا جاتا ہے جس کی اور اس کے بھائی کے درمیان ناچاقی ہو پس کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو مہلت دے دو یہاں تک کہ صلح کر لیں ان دونوں کو مہلت دے دو یہاں تک کہ صلح کر لیں ان دونوں کو مہلت دے دو یہاں تک کہ صلح کر لیں

اور ایک روایت میں ہے: ہر جمعرات اور پیر کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں پس اللہ تعالی اس دن ہر اس شخص ک معاف کر دیتا ہے جو اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتا مگر اس شخص کو نہیں بخشتا ہے جس کے بھائی سے اس کی دشمنی ہو پس کہا

جاتا ہے کہ: ان دونوں کو روکے رکھو یہاں تک کہ یہ آپس میں صلح کرلیں ان دونوں کو روکے رکھو یہاں تک کہ صلح کرلیں [مسلم ۲۵۶۵]

آٹھواں مسئلہ

مصلحت کے پیش نظر ترک تعلقات کرنا اس قطع تعلقات میں شمار نہیں کیا جاتا ہے جو حرام ہے پس امام اور عالم اور مطاع کے لئے جائز ہے کہ اس چیز کے کرنے پر تعلقات ختم کرلے جس چیز کا کرنا سزا کا موجب ہو اور اس سے تعلقات ختم کرنا اس کے لئے علاج بن سکتا ہو بایں طور کہ اس سے شفایابی کا حصول اسے کمزور نہ کرے اور کمیت اور کیفیت میں زیادتی نہ کرے جب کہ اس سے صرف اس کی تادیب کرنا مقصود ہو نہ کہ اسے ہلاک کرنا مقصود ہو [ابن القیم کی کتاب زاد المعاد ۵۷۵/۳]

اور ابوداؤد نے فرمایا: نبی ﷺ نے اپنی کچھ عورتوں کو چالیس روز کے لئے چھوڑا اور ابن عمرؓ نے اپنے بیٹے سے بات چیت چھوڑ دی یہاں تک کہ وہ انتقال کر گئے [سنن ابوداؤد: ۴۹۱۶) اور البانی نے صحیح سنن ابوداؤد (۲۰۵/۳) میں اسے صحیح کہا ہے]

ابوداؤد کہتے ہیں کہ: اگر ترک تعلقات اللہ کی خاطر کیا گیا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں اور عمر بن عبد العزیز نے اپنا رخ ایک آدمی کی جانب سے ڈھانپ لیا [سنن

ابوداؤد:۴۹۱٦ اورالبانی نے صحیح سنن ابوداؤد (۲۰۵/۳) میں اسے صحیح کہا ہے]

اور اس کی وضاحت شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے کلام سے ہوتی ہے: کہ ترک تعلقات میں اتار چڑھاؤ ترک تعلقات کرنے والوں کی قوت وکمزوری اوران کی قلت وکثرت سے ہوتا رہتا ہے پس اس کا مقصد ترک تعلق کرنے والے کوسرزنش کرنا اوراس کوادب سکھانا ہے اور عام لوگوں کواس کی جیسی حالت سے پھیرنا ہے پس اگراس سے ترک تعلقات کرنے سے اس کی برائی [شرارت] ماند پڑ جاتی ہو تو یہ جائز ہے اور ترک تعلقات کرنے والا اس سے باز نہیں آتا ہے اور دوسرے لوگ اس سے باز نہیں آتے ہیں بلکہ برائی میں اضافہ ہی ہورہا ہے اور خود ترک تعلق کرنے والا کمزور پڑ گیا ہے اور ترک تعلق کی برائی کا پہلواس کی مصلحت کے پہلو پر غالب آرہا ہے تو ایسی صورت میں ترک تعلق مشروع نہیں ہے بلکہ بعض لوگوں کی دلجوئی ترک تعلقات سے بہتر ہوتی ہے اور اسی لئے نبی ﷺ کچھ لوگوں کی دلجوئی کرتے اور کچھ لوگوں سے ترک تعلق کرلیتے [مصدر سابق ۲۰۸/۲۸) اورابن حجر کی کتاب فتح الباری: ۱۲۴/۸] اور موزوں یہ ہے کہ اللہ کی خاطر اور نفس کی خاطر ترک تعلقات کے درمیان فرق کیا جائے پس اللہ کی خاطر تعلقات منقطع کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور نفس کی خاطر تعلقات منقطع کرنے سے روکا گیا ہے

مبحث سوم: عداوت اور ناچاقی کے اسباب بہت ہیں اور ان سے بچنا بے حد ضروری ہے، ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں؛

۱] لوگوں کے بیچ شیطان کا اکسانا تاکہ ان کے بیچ دشمنی کو بڑھائے حضرت جابرؓ کی حدیث ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے کہ: شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرہ عرب میں نمازی اس کی عبادت کریں مگر ان کو آپس میں ایک دوسرے کے خلاف برانگیختہ کرتا رہتا ہے [مسلم:۲۸۱۲]

مطلب یہ ہے کہ: وہ دلوں کو پھیرتا ہے پس ان [لوگوں] کے بیچ بغض اور ترک تعلقات کو جنم دیتا ہے اور بغض و عداوت، جنگوں اور فتنوں کے ذریعہ لوگوں کو اکساتا رہتا ہے [دیکھئے امام نووی کی شرح صحیح مسلم: ۱۶۲/۱۷]

۲] لوگوں کے بیچ فساد برپا کرنے کے لئے شیطان کا ان کے درمیان اپنی ٹکڑیاں روانہ کرنا: حضرت جابرؓ کی حدیث ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ابلیس کا عرش سمندر کے اوپر ہے پس وہ اپنی فوج بھیجتا ہے، وہ لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتا رہتا ہے پس ان میں سب سے بڑا وہ ہوتا ہے جو ان میں فتنہ میں بڑا ہو اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ: ان میں اس کے سب

سے زیادہ قریب وہ ہوتا ہے جو ان میں فتنہ کرنے میں بڑھا ہوا ہوتا ہے ان میں سے ایک آکر کہتا ہے کہ: میں نے ایسا اور ویسا کیا وہ کہتا ہے کہ تو نے تو کچھ نہیں کیا پھر ان میں سے ایک آکر کہتا ہے کہ میں نے ان کو اس وقت تک نہیں چھوڑا یہاں تک اس کی اور اس کی بیوی کے بیچ جدائی کرا ڈالی راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ اس سے قریب آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ تو تو بہت ہی اچھا ہے اعمش کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ وہ اس کو لازم پکڑ لیتا ہے [مسلم:۲۸۱۲]

امام نوویؒ نے فرمایا کہ: عرش سے مراد بادشاہ کا تخت ہے اور اس کا مطلب ہے کہ اس کا مرکز سمندر ہے اور وہیں سے یہ زمین کے چپوں میں اپنی ٹکڑیاں روانہ کرتا ہے اور آپ ﷺ کا قول (فيُدْنِيْ مِنْهُ وَيَقُوْلُ : نِعْمَ أَنْتَ) نون کے زیر اور عین ساکن کے ساتھ یہ نعم ہے جو مدح کے لئے بنایا گیا ہے پس وہ اس کی کارکردگی اور اس کے اس مقصد تک پہونچ جانے کی وجہ سے اس کی تعریف کرتا ہے جس کو اس نے چاہا تھا اور آپ ﷺ کا قول (فَيَلْتَزِمُهُ) کا مطلب ہے کہ وہ اس سے چپک جاتا ہے اور اس سے گلے ملتا ہے [صحیح مسلم کی شرح نووی:۱۶۲/۱۷]

۳] انسان کے ساتھ فتنہ و آزمائش اور برائی لگی رہتی ہے عبد اللہ بن مسعودؓ کی

روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک جن کو اس کا وکیل بنا دیا گیا ہے صحابہ کرامؓ نے سوال کیا اور اے اللہ کے رسول کیا آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا اور ہمارے ساتھ بھی مگر یقیناً اللہ تعالی نے میرے ساتھی کی مدد فرمائی اور وہ اسلام لے آیا پس وہ مجھے نیکی کا حکم ہی دیتا ہے [مسلم:۲۸۱۳]

عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک رات کو ان کے پاس سے نکلے، کہتی ہیں کہ میں نے ان پر غیرت ظاہر کی پس آپ آپہونچے اور آپ نے میرے کارنامہ کو دیکھ لیا تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ! کیا بات ہے کیا تو نے غیرت کی ہے تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول مجھے کیا ہوا [میں ایسا کیوں کروں گی] کہ میری جیسی عورت آپ جیسے شوہر پر غیرت کرے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً تمہارے پاس شیطان آیا تھا تو میں نے کہا کہ کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں تو میں نے کہا کہ ہر انسان کے ساتھ؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اور آپ کے ساتھ بھی اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں مگر میرے رب نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی یہاں تک کہ وہ اسلام لے آیا۔

[مسلم:۲۸۱۵]

اور ظاہر تو یہ ہوتا ہے کہ نبی کا شیطان مومن بن گیا تھا تو وہ آپ کو بھلائی ہی کا حکم دیتا تھا اور اس حدیث کے اندر ساتھی کے فتنہ اور اس کے وسوسہ اور اس کی گمراہی سے بچنے کا اشارہ ہے تو نبی ﷺ نے ہم کو سکھایا کہ وہ ہمارے ساتھ ہے تاکہ ممکنہ حد تک ہم اس سے بچ سکیں [مسلم کی شرح نووی:۱۶۴/۱۷]

۴] چغلخوری لوگوں کے دلوں میں حسد اور نفرت کی بیج ڈالنے کے اسباب میں سے ہے اور اس کی خطرناکی سے آگاہ رہنے کے لئے نبی ﷺ نے ہم کو خبردار کیا ہے پس حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کے اندر چغلخور داخل نہ ہوگا اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ قتات [چغلخور] جنت کے اندر داخل نہیں ہوگا [بخاری:٦٠٥٦ مسلم:۱۰۵]

نمَّام ہی قتَّات ہے اور قتات ہی نمام ہے مگر نمام وہ ہوتا ہے جو حکایت کے وقت حاضر رہتا ہے اور اسے نقل کرتا ہے اور قتات کسی اور سے اس بات کو سنتا ہے اور سنی ہوئی بات کو منتقل کرتا ہے [فتح الباری:۴۷۳/۱۰]

اور نمیمہ فساد پیدا کرنے کی نیت سے لوگوں کے بیچ بات کے نقل کرنے کو کہا جاتا ہے اور اسی لئے لوگوں کے اندر نمام سب سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں میں سب سے خطرناک دورخے چہرہ والا ہے جو کچھ لوگوں کے پاس ایک رخ لے کر آتا ہے اور کچھ دوسروں کے پاس دوسرا رخ لے کر جاتا ہے اور ایک روایت کے الفاظ ہیں اللہ تعالی کے یہاں قیامت کے روز سب سے بدتر دورخے چہرہ والے کو پاؤ گے جو کچھ کے پاس ایک رخ سے آتا ہے اور دوسروں کے پاس کسی دوسرے رخ سے آتا ہے [بخاری:۳۴۹۴ اور ۶۰۵۸ اور ۷۱۷۹ مسلم:۲۵۲۶]

اور عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے یقیناً محمد ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو نہ بتلاؤں کہ عضہ کیا ہے یہ چغلخوری ہے جو لوگوں کے بیچ کی جاتی ہے [مسلم:۲۶۰۶]

اور عَضَہ اس فحش کلامی کو کہا جاتا ہے جو انتہائی حرام ہے اور یہی بہتان ہے [شرح نووی:۱۶/۳۹۶ اور فتح المجید:ص ۳۲۹] ابن کثیر نے فرمایا: چغلخور اور جھوٹا ایک گھڑی کے اندر اتنا سارا فساد کر ڈالتے ہیں کہ جادوگر ان کو ایک سال میں نہیں

کرسکتا[فتح المجید:ص۳۳۰]

پس چغلخوری کرنا اورلوگوں کے بیچ بگاڑ پیدا کرنے کا تعلق جادو سے ہے [فتح المجید:ص۳۳۰]

برائی و بگاڑ اورلوگوں کے بیچ فساد پیدا کرنے کے اسباب اس کے علاوہ بھی ہیں پس مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان اسباب سے دور رہے جن سے بغض و عداوت پیدا ہوتی ہے اوراللہ ہی مدد فرمانے والا ہے

مبحث چہارم: دل کی سلامتی کے اسباب جو حسد کو پگھلاتے ہیں اور لوگوں کے بیچ محبت پیدا کرتے ہیں یہ بہت زیادہ ہیں ان میں سے چند یہ ہیں

۱] گناہوں اور نافرمانیوں میں پڑنے سے دور رہنا کیونکہ یہی ہر برائی کا سبب ہے انسؓ سے روایت ہے کہ جو لوگ اللہ تعالی کی خاطر یا اسلام کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہیں اور ان کے بیچ جدائی ہو جاتی ہے تو یہ جدائی کسی گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے جسے ان میں سے کوئی سر انجام دیتا ہے [بخاری: ۴۰۱ اور علامہ البانی نے صحیح الادب المفرد: ص ۱۵۸ پر اور الاحادیث الصحیحۃ (۶۳۷) میں اسے صحیح کہا ہے]

پس بندہ کے اوپر تمام گناہوں سے اللہ کے حضور توبہ کرنا اور اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنا اور پورے دل کے ساتھ اس سے محبت کرنا اور اس کی جانب توجہ دینا اور اللہ کی عبادت کے ذریعہ خوش ہونا واجب ہے

۲] برائی کو نیکی کے ذریعہ ختم کرنا: دلوں کی سلامتی کے اسباب میں سے ہے اور یقیناً اللہ تعالی نے مسلمان کے لئے اس کے دشمنوں انسانی شیطانوں اور جنوں سے بچنے کا راستہ بنا رکھا ہے پس جو دشمن آنکھ سے دکھائی دیتا ہے وہ انسانی

شیطان ہے پس اس سے بچنے کا راستہ اس سے روگردانی کرنا اور معاف کرنا اور اس کے ساتھ برائی کا بدلہ اچھائی سے دینا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِيْمٌ ﴾

ترجمہ: نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے ولی دوست [فصلت:۳۴]

اور جہاں تک دوسرے دشمن جن شیطان کی بات ہے تو اس سے بچنے کا راستہ اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ مانگنا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾

ترجمہ: اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو یقیناً وہ بہت ہی سننے جاننے والا ہے [فصلت:۳٦]

اور کسی کہنے والے نے کیا ہی خوب کہا ہے

فما هو الاستعاذة ضارعا او الدفع بالحسنى هما خير مطلوب

فهذا دواء الداء من شر ما يرى وذاك دواء الداء من شر

محجوب

[دیکھئے: کتاب زاد المعاد:۲/۴۶۲]

ترجمہ: پس اس کا علاج تو گریہ زاری کرتے ہوئے پناہ مانگنا ہے یا پھر نیکی سے بدلہ دینا ہے یہی دونوں بہترین مطلوبہ چیزیں ہیں پس یہ مشاہدہ میں آنے والے شر کا علاج ہے اور وہ دکھائی نہ دینے والے (نظروں سے اوجھل) شر کا علاج ہے

۳] سچے ایمان کی روشنی جس کو اللہ تعالی نیک عمل کے ساتھ بندہ کے دل میں ڈال دیتا ہے یہ دل کی سلامتی کے اہم اسباب میں سے ہے

۴] نیک عمل کے ساتھ نفع بخش علم : پس جب بندہ کا علم وسیع ہوگا اس کا دل کشادہ ہوگا

۵] ہر جگہ اور ہر حالت میں ہمیشہ اللہ تعالی کا ذکر کرنا پس دل کی سلامتی اور اس کی کشادگی میں اور دل کو خوش حال رکھنے اور رنج وغم دور رکھنے میں ذکر کی عجیب تاثیر ہوتی ہے

۶] فضول نگاہ اور فضول بات اور فضول سننے اور ملنے جلنے اور کھانے وسونے سے پرہیز کرنا: پس ان سبھی چیزوں کا چھوڑ دینا دل کی سلامتی اور اس کی کشادگی اور دل کی خوش بختی اور اس سے رنج وغم دور رکھنے کے اسباب میں سے ہیں

۷] عافیت اور اس کے متعلقات میں اور رزق اور اس کے متعلقات میں اپنے سے کم تر کی جانب دیکھنا اور اپنے سے برتر کی جانب نہ دیکھنا ہے اور یہ دل کی سلامتی اور اس کی کشادگی کا سبب بنتا ہے

۸] اللہ تعالی پر اعتماد رکھنا اور اسی پر بھروسہ کرنا اور اللہ تعالی کے ساتھ خوش گمانی رکھنا یہ بھی دل کی سلامتی کا ایک اہم سبب ہے

۹] سلام کو پھیلانا ابو ہریرۃؓ کی حدیث ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ مومن نہ بن جاؤ اور مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگ جاؤ کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتادوں کہ جب تم اسے کرنے لگو تو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے لگ جاؤ اپنے بیچ سلام کو رواج دو [مسلم ۵۴]

۱۰] ہدیہ محبت کو کھینچتا ہے ابو ہریرۃؓ کی حدیث ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا آپس میں ہدیہ دیا کرو تم محبت کرنے لگو گے [الادب المفرد للبخاری ۵۹۴ اور ابن حجر نے بلوغ المرام میں (۸۹۶) اور البانی نے صحیح الادب المفرد (۵۹۴/۴۶۲) میں اور ارواء الغلیل (۱۶۰۱) میں اسے حسن قرار دیا ہے]

۱۱] جہاں تک ہو سکے صدقہ اور احسان کرنا پس دل کی سلامتی میں اس کی عجیب

تاثیر ہوتی ہے اور اسی لئے نبی ﷺ نے بیان کیا کہ سب سے بہتر صدقہ دل کے اندر ر عداوت چھپانے والے رشتہ دار پر کیا جانے والا ہے [مسند احمد (۵۳۲۰) (۳۶/۲۴) مستدرک حاکم (۱/۴۰۶) اور البانی نے ارواء الغلیل (۳/۴۰۴) میں اسے صحیح کہا ہے]

اور مطلب ہے کہ سب سے بہتر صدقہ اس رشتہ دار پر کیا جانے والا صدقہ ہے جو اپنی دشمنی چھپاتا ہے اور اس کے اوپر جھوٹ کا لیبل لگاتا ہے اور یہ وہ رشتہ دار ہوتا ہے جو اپنے اندر اپنی دشمنی کو چھپائے پھرتا ہے [**النهاية في غريب الحديث لابن الاثير** :۴/۱۷۶]

اور مخلوق کے ساتھ احسان کرنا بھی احسان کی ایک قسم ہے پس سخی احسان کرنے والا وہ ہوتا ہے جو دل کے اعتبار سے لوگوں کو محفوظ رکھے اور ان میں دلی اعتبار سے سب سے اچھا ہو اور دل کے اعتبار سے سب سے خوش بخت ہو

۱۲] ہدایت اور توحید خالص دل کی سلامتی کے اہم اسباب میں سے ہے جس طرح گمراہی، شرک، حسد، کینہ اور بغض وحسد کے اسباب میں سے ہے

۱۳] بندہ نے اگر کوئی بھلائی کی ہے اور کسی کے ساتھ احسان کیا ہے تو اس کا بدلہ صرف اللہ تعالی سے چاہے اور جان لے کہ اس تعلق سے اس کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے پس اس کے شکریہ کی پرواہ نہ کرے جس پر اس نے احسان کیا ہے

﴿إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا﴾

ترجمہ: ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالی کی رضامندی کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری [الدھر : ۹]

اور اہل وعیال کے ساتھ معاملہ کرنے میں اس کی تاکید ہو جاتی ہے

۱۴] گزشتہ اوقات میں قرابت داروں سے سرزد ہوئے سرزنش کو فراموش کر جانا اور ہر اس غلطی کو بھول جانا جو ان میں سے کچھ سے سرزد ہوتی ہے پس دل کے نصیبہ کے لئے گزشتہ [امور] کے اوپر سرزنش نہ کرے ہاں مگر یہ کہ اس سرزنش میں کوئی حکمت غالب ہو جیسا کہ نبی ﷺ نے کعب بن مالک اور ان کے ساتھیوں کی سرزنش کی اور اللہ تعالی ہی زیادہ جانکار ہے [دیکھئے کتاب: فقہ الدعوۃ فی صحیح البخاری للشیخ سعید بن وہف القحطانی (۱/۱۳۹)]

۱۵] جان لے کہ لوگوں کی اذیت اسے نقصان نہیں پہونچا سکتی ہے خاص طور پر خباثت بھری باتیں بلکہ یہ اس کو ہی نقصان پہونچائیں گی پس اس کی کوئی پرواہ نہ کرے اور نہ ہی سوچے تا کہ اس کا سینہ اللہ کی طرف سے کشادہ ہو سکے

۱۶] معافی اور درگزر کر دینے کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے اجر وثواب کی خواہش پیدا کرے

اللہ تعالی کا قول ہے﴿ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴾
ترجمہ: اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اللہ تعالی ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے [آل عمران : ۱۳۴]

اور نبی ﷺ نے اور آپ کے صحابہ نے اور اہل علم وایمان نے ان کو درگزر کیا ہے جنہوں نے بکثرت غلطیاں کیں پس عداوت محبت میں تبدیل ہوگئی اور اس تعلق سے مندجہ ذیل مثالیں یہ ہیں؛

پہلی مثال: بہت سارے اہم مواقف میں نبی ﷺ کا معاف کردینا اسی سے متعلق آپ ﷺ کا اپنی قوم کا اس وقت معاف کردینا ہے جب اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا[بخاری: ۳۲۳۱ مسلم: ۱۷۹۵] اور جب معرکہ احد میں دشمنوں نے آپ ﷺ کو مارا اور آپ ﷺ کے رباعی دانت توڑ ڈالے تو اس کے باوجود آپ ﷺ نے ان کے حق میں مغفرت طلب کی اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ [بخاری: ۳۴۷۷ اور ۶۹۲۹ مسلم: ۱۷۹۲] اور آپ ﷺ کا ثمامہ بن اثال کو معاف کردینا [بخاری: ۴۳۷۲ مسلم: ۱۷۶۴] اور آپ ﷺ کا اس اعرابی کو معاف کردینا جس نے درخت کے نیچے

آپ کوقتل کرنا چاہا[بخاری:۲۹۱۰اور ۴۱۳۵ مسلم:۸۴۳]اور آپ ﷺ کا زید بن سعنہ یہودی کومعاف کردینا[**الاصابة فی تمییز الصحابة لابن حجر** :۱/۵۶۶] اور آپ ﷺ کا اس اعرابی کو معاف فرمادینا جنہوں نے مسجد میں پیشاب کیا[مسلم: ۲۸۵]اور معاویہ بن حکم کو آپ ﷺ کا معاف کردینا[مسلم: ۵۳۷]اور زہران کے قبیلہ دوس کو معاف کردینا [بخاری: ۲۹۳۷ مسلم: ۲۵۲۴]اور معافی ونرمی اور بردباری کے متعلق آپ کے بے شمار مواقف ہیں [دیکھئے مؤلف کی کتاب:مواقف النبی فی الدعوة الی اللہ]

دوسری مثال: حضرت عقبہ بن عامرؓ کی حدیث ہے کہتے ہیں کہ میری ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہوئی تو میں نے بات چیت شروع کی پس میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول مومن کی نجات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اے عقبہ اپنی زبان کی حفاظت کرو اور ایک روایت کے الفاظ ہیں اپنی زبان پر کنٹرول رکھو اور اپنے گھر کو کشادہ رکھو اور اپنی غلطی کے اوپر آنسو بہاؤ اور اسی میں ہے کہ دوبارہ میری ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے افضل ترین اعمال کے تعلق بتلایئے تو آپ نے فرمایا کہ اے عقبہ اس سے رشتہ جوڑو جو تم سے قطع تعلقی کرے اور اس کو دو جو تم کو محروم رکھے

اور اس سے اعراض کرو جو تمہارے اوپر ظلم کرے اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ اسے معاف کردو جو تمہارے اوپر ظلم کرے [مسند احمد (۲۸/۵۷۱' ۶۵۴) حدیث :۱۷۳۳۴ اور ۱۷۴۵۲ اور البانی نے اسے صحیح الترغیب والترھیب میں صحیح قرار دیا ہے (۲/۶۷۳)]

تیسری مثال: یوسف علیہ السلام کا اپنے آپ کو اور ہمارے نبی محمد ﷺ کا معاف کردینا پس انہوں نے اپنے بھائیوں کو درگزر کردیا جبکہ انہوں نے آپ کے اوپر بہت ظلم کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں فرمایا جب انہوں نے یہ کہا

﴿قَالُوا اِنَّكَ لَاَنتَ يُوسُفُ قَالَ اَنَا يُوسُفُ وَهٰذَا اَخِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا اِنَّهُ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخَاطِئِيْنَ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ﴾

ترجمہ: انہوں نے کہا کیا (واقعی) تو ہی یوسف (علیہ السلام) ہے جواب دیا کہ ہاں میں یوسف (علیہ السلام) ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر فضل و کرم کیا بات یہ ہے کہ جو بھی پرہیزگاری اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں کرتا انہوں نے کہا اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے تجھے ہم پر برتری دی ہے اور یہ بھی بالکل سچ ہے کہ ہم خطاکار تھے [یوسف : ۹۰ تا ۹۲]

چوتھی مثال: ابوبکر صدیقؓ کا عفو در گزر کر دینا اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

ترجمہ: تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو فی سبیل اللہ دینے سے قسم نہ کھا لینی چاہئے بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہئے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالی تمہارے قصور معاف فرمادے اللہ قصوروں کو معاف فرمانے والا مہربان ہے [النور : ۲۲]

جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو ابوبکر صدیقؓ نے کہا کیوں نہیں قسم اللہ کی! ہم تو چاہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہماری بخشش کر دے پھر مسطح کو دوبارہ نان ونفقہ دینے لگ گئے اور کہا: اللہ کی قسم کبھی بھی میں اسے ختم نہیں کروں گا یہ اس چیز کے مقابلہ میں کہا جسے انہوں نے کہا تھا اللہ کی قسم! کبھی بھی میں اسے کوئی نفع نہیں پہونچاؤں گا

اور یہ آیت کریمہ حضرت صدیقؓ کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے قسم کھائی کہ وہ اپنے خالہ زاد بھائی مسطح کے اوپر کوئی نفع بخش چیز خرچ نہ کریں گے

جب وہ واقعہ افک میں گھر چکے تھے اور مسطح نے توبہ کی اور ان کے اوپر حد قذف لگائی گئی تو صدیق نے اپنے قریبی شخص سے جو جرم سرزد ہوا اسے معاف کردیا اور نان نفقہ جاری رکھا اور یہ اللہ تعالی کی مرضی کی چاہت کی رغبت پر دلالت کرتا ہے اور اسی لئے وہ صدیق قرار پائے اور ان کی بیٹی صدیقہ قرار پائیں (ابن کثیر کی تفسیر القرآن العظیم (ص۹۳۲)

پانچویں مثال: درگزر کردینے کا مرتبہ معافی سے زیادہ ہے اور اللہ تعالی نے معافی اور درگزر کا حکم دیا ہے اور معافی گناہوں کو درگزر کرنا اور اس کو سزا نہ دینا ہے (النہایہ فی غریب الحدیث (۲۶۵/۳) اور درگزر کردینے کا درجہ معافی سے بڑھ کر ہے کیونکہ درگزر کہا جاتا ہے کہ گناہ پر ملامت نہ کی جائے اور گناہ سے بے رخی برتی جائے اور گناہ والے معاملہ کو فراموش کرکے نئے سرے سے آغاز کیا جائے اور اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ﴾ ترجمہ: تم بھی معاف کرو اور چھوڑ دو یہاں تک کہ اللہ تعالی اپنا حکم لائے [البقرۃ : ۱۰۹]

اور کبھی کبھار انسان معاف کردیتا ہے مگر درگزر نہیں کرتا ہے ﴿فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ﴾

ترجمہ: پس آپ ان سے منہ پھیر لیں اور کہہ دیں [اچھا بھائی] سلام ![الزخرف : ۸۹]

﴿فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِيۡلَ﴾

ترجمہ: پس تو حسن وخوبی (اور اچھائی) سے درگرز کر لے [الحجر : ۸۵]

اور کہا گیا ہے کہ صفحت عنہ کا مطلب ہے میں نے اس کے گناہ سے اعراض کرتے ہوئے اس کی جانب خوبصورت صفحہ پھیر دیا **[مفردات الفاظ القرآن للاصفهانی : ص۸٦]**

۱۷] جو شخص محض اللہ کی رضا جوئی میں غصہ کو نوش کر جاتا ہو جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا **﴿اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡكٰظِمِيۡنَ الۡغَيۡظَ وَالۡعَافِيۡنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ﴾**

ترجمہ: جو لوگ آسانی میں سختی کے موقعہ پر بھی اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اللہ تعالی ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے [آل عمران :۱۳۴]

اور معاذ بن انس ؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس نے غصہ کو پی لیا جب کہ وہ اسے نافذ کرنے پر قادر تھا اللہ تعالی اسے قیامت کے

روز تمام مخلوقات کے سامنے بلائے گا یہاں تک کہ اس کو اختیار دے دے گا کہ جس حور عین کو چاہے اختیار کر لے [سنن ابوداؤد: ۴۷۷۷ سنن ترمذی: ۲۴۹۵ سنن ابن ماجہ: ۴۱۸۶ اور البانی نے صحیح سنن ابوداؤد (۱۷۴/۳) اور اس کے علاوہ میں اسے حسن گردانا ہے]

اور ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مومن وہ ہے جو لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور ان کی اذیتوں پر صبر کرتا ہے اس کا اجر اس مومن سے بڑھا ہوا ہے جو لوگوں سے ملتا ہے اور ان کی اذیتوں پر صبر نہیں کرتا ہے یہ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں اور ترمذی کے الفاظ ہیں کہ جو مسلم لوگوں سے مل کے رہتا ہے اور ان کی اذیتوں پر صبر کرتا ہے اس مسلم سے بہتر ہے جو لوگوں سے تو ملتا جلتا رہتا ہے اور ان کی اذیتوں پر صبر نہیں کرتا ہے [سنن ترمذی: ۲۵۰۷ سنن ابن ماجہ: ۴۰۳۲ اور البانی نے صحیح ترمذی (۶۰۶/۲) میں اسے صحیح کہا ہے]

۱۸] دل کے کینہ کو ختم کرنے کے لئے دعا کرنا پس نبی ﷺ کی دعا ہوا کرتی تھی **رَبِّ أَعِنِّىْ وَلَا تُعِنْ عَلَىَّ** اور اسی میں ہے **وَسَدِّدْ لِسَانِىْ وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ قَلْبِىْ** [سنن ابوداؤد: ۱۵۱۰ سنن ترمذی: ۳۵۵۱ سنن ابن ماجہ: ۳۸۳۰ اور البانی نے صحیح سنن ابوداؤد (۴۱۴/۱) میں اسے صحیح گردانا ہے] اور سخیمہ دل اور نفس کے جلن کو کہا جاتا ہے اور اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ ان کے

دل سے اس بیماری کو نکال دے پس ان کے دل میں اس جان لیوا بیماری کا اثر تک باقی نہ رہ جائے [دیکھئے النہایۃ فی غریب الحدیث لابن الاثیر (۳۵۱/۲' ۳۹۲)]

۱۹] ہر ماہ سے تین دن کا روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ رمضان کا روزہ رکھنے سے حسد، دھوکہ اور دل کا وسوسہ جاتا رہتا ہے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے صبر [رمضان] کے ماہ کا روزہ اور ہر ماہ سے تین دنوں کا روزہ رکھنے سے سینہ کے وسوسے جاتے رہتے ہیں [مسند احمد (۱٦۸/۳۸) حدیث نمبر ۲۳۰۷۰ اور ۲۳۰۷۷ اور (۳۴۰/۲۴) حدیث نمبر ۲۰۷۳۷ مسند کے محققین کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے اور اس کے رواۃ شیخین کے رواۃ ہیں اور بزار نے ابن عباس کی سند سے اسے روایت کیا ہے حدیث نمبر: ۱۰۵۷ اور البانی نے صحیح الترغیب (۵۹۹/۱) میں اسے صحیح کہا ہے]

اور **وَحَرُ الصَّدْرِ** دل کی خیانت اور اس کے وسوسوں کو کہا جاتا ہے اور ایک قول ہے کہ: حسد اور رشک کو کہا جاتا ہے اور ایک قول ہے کہ: عداوت کو کہا جاتا ہے اور ایک قول ہے کہ: سخت غصہ کو کہا جاتا ہے [النہایۃ فی غریب الحدیث (۱٦۰/۵)]

پس ماہ رمضان کے روزوں کے ساتھ ساتھ ہر ماہ سے تین دن کی روزوں کی پابندی کی اللہ کے حکم سے اس کے دل کا حسد اور اس کی خیانت اور اس کی جلن اور اس کے وسوسے اور اس کا غیض وغضب جاتا رہے گا

۲۰] کینہ اور حسد سے دل کو پاک اور محفوظ رکھنا سلامتی کے اسباب میں سے ہے:
اور یہ دل کی سلامتی کی بنیاد ہے پس دل کے عیب کو ان مذموم اوصاف سے نکالنا ضروری ہے جو اس کی تنگی اور اس کی پریشانی کا سبب بنتے ہوں جیسے حسد اور بغض کینہ اور عداوت و ناچاقی اور سرکشی اور اس کی بہت ساری مثالیں ہیں یہاں چند مندجہ ذیل ہیں؛

پہلی مثال: اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ کے متعلق بتلایا کہ اس نے ان کے دلوں کو کینہ وحسد سے پاک کیا اللہ تعالی نے فرمایا ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ وَالَّذِينَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَالَّذِينَ جَاؤُا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾

ترجمہ: (فی کا مال) ان مہاجر مسکینوں کے لئے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دئے گئے ہیں وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلبگار

ہیں اور اللہ تعالی کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی راست باز لوگ ہیں اور (ان کے لئے) جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ)اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اور اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو (بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچالیا گیا وہی کامیاب (اور بامراد) ہے اور ان کے لئے جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال اے ہمارے رب! بے شک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے [الحشر: آیات ۸تا۱۰]

اور اللہ تعالی کا فرمان ﴿ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا ﴾ یعنی انصار صحابہ اپنے دلوں میں ان مہاجرین کے متعلق حسد نہیں رکھتے ہیں جن کو اللہ تعالی نے شرف و منزلت اور رتبہ سے نوازا اور پہلے ذکر کر کے ان پر فوقیت عطا فرمائی [تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر (ص ۱۳۲۷)]

اور اللہ تعالی نے فرمایا﴿ وَالَّذِيْنَ جَاؤُا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُونَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيْمٌ ﴾

علامہ ابن کثیرؒ نے فرمایا یہاں تینوں قسموں کا بیان ہے اور یہ مہاجرین پھر انصار پھر تابعین ہیں ﴿وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا ﴾ یعنی بغض وحسد میں [تفسیر القرآن العظیم [ص:۱۳۲۹]

دوسری مثال: نبی کریم ﷺ نے کینہ وجلن اور حسد سے پاک دل رکھنے والے کا دو مقام مرتبہ بیان فرمایا ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے بہتر کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا ہر صاف ستھرے دل والا اور سچی زبان والا انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم تو سچی زبان والے کو جانتے ہیں پر صاف ستھرے دل والا کون ہے آپ نے فرمایا وہ پرہیزگار اور ایسا پاک شخص ہے جو گناہ اور سرکشی اور کینہ اور حسد نہ رکھتا ہو [سنن ابن ماجہ ۴۲۱۶ اورالبانی نے صحیح سنن ابن ماجہ میں صحیح کہا ہے (۲/۴۱۱)]

تیسری مثال: انس بن مالکؓ کی حدیث میں اس شخص کے قصہ کے متعلق وارد ہے جس کو اللہ تعالی نے تین بار تین رات جنت کی بشارت سنائی تو عبداللہ بن عمرو

بن العاصؓ نے ان کا پیچھا کیا تا کہ ان کی پیروی کر سکیں اور وہ ان کے ساتھ تین دن رہ گئے پر اپنے عمل سے زائد عمل کرتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ ہی زیادہ تہجد پڑھتے ہوئے دیکھا مگر یہ کہ جب وہ رات کو اچانک بیدار ہوتے اور اپنی بستر پر کروٹیں بدلتے تو اللہ کا ذکر اور اللہ اکبر کہتے یہاں کہ تک فجر کی نماز کے لئے تیار ہوتے اور ان کو سوائے خیر کے کہتے ہوئے نہ پایا تو جب تین راتیں گزر گئیں قریب تھا کہ عبد اللہؓ اس عمل کو حقیر جانیں تو آپ نے ان سے پوچھا اور عرض کیا آخر رسول اللہ کو تمہارے بارے میں کیا پتہ چلا ہے تو کہا جو کچھ تم نے دیکھا وہی مگر یہ کہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے خلاف دھوکہ نہیں رکھتا اور اللہ تعالی نے جس کو جو نعمت عنایت فرمائی ہے اس پر میں حسد نہیں کرتا تو عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ: یہی وہ چیز ہے جس تک تم پہونچ گئے اور ہم اس کی استطاعت نہیں رکھتے

[مسند احمد (۱٦٦/۳) تحقیق شدہ نسخہ حدیث نمبر (۲٦۹۷) اور مسند کے محققین نے کہا ہے کہ یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور بن کثیر نے اپنی تفسیر (ص ۱۳۲۸) کہا کہ اس کی سند صحیح کی شرط پر صحیح ہے اور یہ حدیث مصنف عبد الرزاق (۳۵۳۵) میں ہے اور نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ (۸٦۳) میں روایت کیا ہے]

اور ان سب سے تاکید ہوتی ہے کہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا دل حسد

اور جلن اور مسلمانوں کے تئیں بغض رکھنے سے پاک رکھے اور اپنی زبان جھوٹی بات اور اللہ کی ناراضگی کا سبب بننے والی ہر چیز سے پاک وصاف رکھے اور اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے

۲۱] لوگوں کے بیچ صلح کروانا حسد ناچاقی اور کینہ وکپٹ سے سلامتی کے اہم اسباب میں سے ہے کیونکہ اس کی بہت فضیلت ہے اور اسی فضیلت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَاخَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوْفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ أَجْراً عَظِيْماً﴾

ترجمہ: ان کے اکثر مصلحتی مشورے بے خبر ہیں ہاں بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم کرے اور جو شخص صرف اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادہ سے یہ کام کرے اسے ہم یقیناً بہت بڑا ثواب دیں گے [النساء:۱۱۴]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾

ترجمہ: اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو [الانفال : ۱]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾

ترجمہ: صلح بہت بہتر چیز ہے[النساء : ۱۲۸]

اوراللہ تعالی نے فرمایا ﴿ إِنَّمَا الْمُؤمِنُونَ إِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ﴾

ترجمہ: (یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرادیا کرو[الحجرات : ۱۰]

اورابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کے اوپر روزانہ جسم کے جوڑوں کا صدقہ ہے دولوگوں کے بیچ عدل کرنا صدقہ ہے اورکسی کی خاطر اپنی سواری متعین کرکے اس پر اس کوسوار کرے یا اس کا ساز وسامان اس کے اوپر لادے یہ صدقہ ہے اور بھلی بات صدقہ ہے اور نماز کی جانب بڑھنے والا ہر قدم صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا صدقہ ہے [بخاری:۲۹۸۹ مسلم:۱۰۰۹]

اورام کلثوم بنت عقبہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا کہ جھوٹا وہ نہیں جولوگوں کے بیچ صلح کروائے اور بھلی بات کہے اوراصلاح کی نیت سے زبان کھولے [بخاری:۲۶۹۲ مسلم:۲۶۰۵] اور کہا کہ: میں نے لوگوں کی باتوں میں رسول اللہ کوسوائے تین چیزوں میں جھوٹ کی

رخصت دیتے ہوئے نہیں پایا جنگ اور لوگوں کے بیچ صلح اور آدمی کا اپنی بیوی اور بیوی کا اپنے شوہر سے جھوٹ [مسلم:۲۶۰۵] اور ابودرداءؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو روزہ ونماز اور صدقہ سے بڑھ کر کسی اور چیز کے درجہ کو نہ بتادوں انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا لوگوں کے بیچ صلح، پس لوگوں کے بیچ بگاڑ یہ نیکیوں کو ختم کردینے والی ہے [سنن ابوداؤد: ۴۹۱۹ سنن ترمذی: ۲۵۰۹ اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے مسند احمد (۴۴۴/۶) اور محققین مسند صحیح سنن ابوداؤد (۹۲۹/۳) میں اسے صحیح قرار دیا ہے

اور اس حدیث سے لوگوں کے بیچ صلح کرانے کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے

اور زبیر بن العوامؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے کے لوگوں کی بیماریاں تم میں جنم لے چکی ہیں یعنی حسد اور بغض یہ مٹانے والی ہیں میں نہیں کہتا کہ بال کو صاف کرنے والی ہیں مگر یہ دین کو ختم کرنے والی ہیں اور اس ذات کی قسم! جس کی ہاتھ میں میری جان ہے تم جب تک مومن نہیں ہوجاتے جنت میں داخل نہیں ہوسکتے اور جب تک آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت نہیں کرتے مومن نہیں ہوسکتے کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتلادوں جو تم سب کے لئے اسے برقرار رکھ سکے تم اپنے درمیان سلام کو رواج دو [سنن ترمذی ۲۵۱۰ اور البانی نے صحیح

ترمذی (۳/ ۶۰۷) اور صحیح الترغیب والترہیب (۳/ ۹۹) میں اسے حسن کہا ہے]

۲۲] اللہ تعالیٰ کی خاطر خالص عمل کرنا اور مسلم ائمہ کی خیر خواہی کرنا اور ان کی جماعتوں کو لازم پکڑے رہنا: ان خصلتوں سے کینہ اور دل کا دھوکہ اور اس کی خیانتیں اور اس کا بگاڑ اور اس کا جلن جاتا رہتا ہے عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات (حدیث) سنی اور اس کو یاد کیا اس کو محفوظ کیا اور آگے تک اسے پہونچایا پس جن تک پہونچایا جاتا ہے وہ کتنے ہی پہونچانے والوں سے سمجھدار ہوتے ہیں تین چیزیں ایسی ہیں جن پر مسلم کا دل خیانت نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کی خاطر خاص عمل اور مسلم ائمہ کو نصیحت اور ان کی جماعتوں کو لازم پکڑنا پس دعا ان کے پیچھے سے ان کو گھیر لے گی [سنن ترمذی: ۲۶۵۸) اور البانی نے صحیح سنن ترمذی (۳/ ۶۱) اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (حدیث: ۴۰۴) میں اسے صحیح کہا ہے]

اور امام نوویؒ نے اس حدیث کی انتہائی مفید تشریح کی ہے جس کا خلاصہ ہے کہ نبی ﷺ نے اس شخص کے لئے دعا کی جو آپ کی حدیث کو سنے اور اسے یاد کرے اور اس پہونچائے اور نضرۃ بہجہ (تازگی) اور نضارۃ الوجہ چہرہ کی اچھائی کو کہا جاتا ہے پس سنن ترمذی اور دیگر احادیث کی کتابوں میں ابن مسعودؓ کی سند سے مروی

ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی اس شخص کو ترو تازہ رکھے جس نے میری بات سنی اسے یاد کیا اور اسے محفوظ کیا اور اسے پہونچایا پس کتنے ہی پہونچانے والوں سے وہ لوگ سمجھدار ہوتے ہیں جن تک پہونچایا جاتا ہے اور تین چیزوں پر مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا اللہ تعالی کے لئے خالص عمل کرنا اور مسلم ائمہ کی نصیحت اور ان کی جماعتوں کو لازم پکڑے رہنا پس ان کی دعائیں ان کے پیچھے سے ان کا احاطہ کر لیتی ہیں [سنن ترمذی (٢٦٥٨) مسند احمد (١/٤٣٧) مسند حمیدی (٨٨) سنن ابن ماجہ (٢٢٢) ابن حبان (٧٤) بغوی (١/٢٣٦) معرفۃ علوم الحدیث (ص ٢٦٠) ابن عبد البر (١/٤٠) اور اس کی سند صحیح ہے] نبی کریم ﷺ سے اس کی اصل ابن مسعود نے، معاذ بن جبل، ابو درداء، جبیر بن مطعم، انس بن مالک، زید بن ثابت اور نعمان بن بشیر نے کی ہے، ترمذی نے کہا ابن مسعود کی حدیث حسن ہے اور زید بن ثابت کی حدیث حسن ہے، اور حاکم نے اپنی صحیح کے اندر جبیر بن مطعم اور نعمان بن بشیر کی حدیث روایت کی ہے [١/٨٦، ٨٧، ٨٨] اور یہ حدیث متواتر ہے یہ حدیث تقریبا بیسیوں صحابہ سے مروی ہے جیسا کہ نظم المتناثر للکتانی [ص ٢٤ اور ٢٥] کی روایت ہے، اور جبیر کی حدیث کے متعلق کہا کہ یہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے]

اور اگر علم کی فضیلت کے متعلق صرف یہی حدیث ہوتی تو اس کے شرف کے لئے کافی ہوتی پس نبی ﷺ نے اس شخص کے لئے دعا فرمائی جو آپ کے کلام کو سنے اور اسے یاد کرے اور اسے محفوظ رکھے اور اسے پہونچائے

اور یہی علم کے مراتب ہیں:

پہلا اور دوسرا مرتبہ: اس کو سننا اور اسے سمجھنا ہے پس جس نے اس کو سنا اور اسے ازبر کیا یعنی اسے سمجھا اور اپنے دل میں اسے بسایا جس طرح کہ کوئی چیز برتن میں سما جاتی ہے اور اس سے نکل نہیں پاتی ہے اور اسی طرح اس کو سمجھنا وہ اونٹ اور دیگر جانوروں کے عقل کی مانند ہے یہاں تک منتشر نہ ہو جائے اور کالعدم نہ ہو جائے اور اسی لئے مجرد کسی چیز کے معلوم ہونے سے یاد اور عقل کو ایک زائد چیز مانا گیا

تیسرا مرتبہ: اس پر ہمیشگی برتنا اور اس سے محفوظ رکھنا تاکہ وہ بھول نہ جائے اور ختم ہو جائے

چوتھا مرتبہ: امت میں اسے پہونچانا اور اس کو بکھیرنا ہے تاکہ اس کا نتیجہ اور مقصد پورا ہو سکے اور یہ اس کو امت کے اندر بکھیرنا ہے پس یہ زمین میں مدفون اس خزانہ کی طرح ہے جس کو خرچ نہیں کیا جاتا ہے جب کہ [معاملہ یہ ہے] وہ ختم ہونے والا ہے پس جب علم سے خرچ نہ کیا جائے اور اسے سیکھا نہ جائے تو قریب ہے کہ ختم ہو جائے گا پس جب اسے خرچ کیا جائے تو وہ خرچ کرنے سے بڑھتا اور زیادہ ہوتا جاتا ہے

پس جوان چاروں مراتب کو بجالایا، وہ اس نبوی دعا کے اندر داخل ہے جو ظاہری اور باطنی خوبصورتی کو شامل ہے نضرت جو کہ بہجۃ ہے پس مراد حسن ہے جو کہ چہرہ کو ایمانی آثار سے ڈھک لیتا ہے اور اس کا باطن خوش ہو جاتا ہے اور دل اس سے شاد ہوتا ہے اور اس سے لذت محسوس کرتا ہے پس یہ ترو تازگی اور خوشی چہرہ کی ترو تازگی پر عیاں ہوتی ہے اور اسی لئے اللہ تعالی نے خوشی اور ترو تازگی کو ایک ساتھ ذکر کیا جیسا کہ اس کے اس فرمان میں ہے ﴿فَوَقَاهُمُ اللهُ شَرَّ ذَالِكَ الْيَومِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوراً﴾

ترجمہ: اور انہیں اللہ تعالی نے اس دن کی برائی سے بچالیا اور انہیں تازگی اور خوشی پہونچائی [الانسان : ١١]

پس ان کے چہروں میں چمک اور ان کے دلوں میں خوشی ہے پس خوش حال اور اچھے دل والے کی ترو تازگی چہرہ پر ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ﴿تَعْرِفُ فِيْ وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ﴾

ترجمہ: تو ان کے چہروں سے ہی نعمتوں کی ترو تازگی پہچان لے گا [المطففین : ٢٤]

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ ترو تازگی اس کے چہرہ پر ظاہر ہوگی جس نے اللہ کے

رسول ﷺ کی سنت کوسنا اور اسے یاد کیا اور اسے محفوظ کیا اور اس کو پہونچایا تو یہ اس چاشنی وتروتازگی کا اثر ہے جو اس کے دل اور اس کے باطن میں ہے

اور آپ ﷺ کا فرمان [رُبَّ حَامِلُ فِقْهٍ مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ] تبلیغ کے فائدہ پر ایک تنبیہ ہے اور یہ کہ مبلغ بسا اوقات پہونچانے والے سے زیادہ سمجھدار ہوتا ہے پس اسے اس بات کے اندر وہ اجر حاصل ہوسکے گا جو اس شخص کو حاصل ہوگا جس تک اس نے یہ حدیث پہونچائی ہے

یا معنی یہ ہوسکتا ہے کہ: بات جس تک پہونچائی گئی بسا اوقات وہ اس سے سمجھدار ہوسکتا ہے جس نے پہونچایا ہے پس جب وہ اس بات کو سنے تو اس کی ذمہ داری بحسن وخوبی نبھائے اور اس کے مسائل کو سمجھے اور اس کی حقیقت مراد کو پالے

اور آپ ﷺ کا فرمان (ثَلَاثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ) یعنی کینہ ان تینوں اوصاف کی موجودگی میں باقی نہیں رہتا پس یہ کینہ، دھوکہ، دل کے بگاڑ اور اس کی خیانت کو ختم کرتا ہے پس اللہ کے لئے خالص عمل کرنے والے کا اخلاص اس کے دل کو دھوکہ سے منع کرتا ہے اور مکمل طرح سے اسے باہر نکال دیتا ہے کیونکہ اس کا ارادہ اس کے رب کی مرضی کی جانب پھر چکا ہوتا ہے پس اس کے

اندر خیانت اور دھوکہ کی جگہ باقی نہیں رہ جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا

﴿كَذَالِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ﴾

ترجمہ: یوں ہی ہوا اس واسطے کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی دور کر دیں بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا[یوسف : ۲۴]

تو جب اس نے اپنے رب کے لئے اخلاص ظاہر کیا تو اس نے اس سے برائی اور فحش کے اسباب کو پھیر دیا

اور اسی لئے جب ابلیس کو پتہ چلا کہ مخلصین کے اوپر اس کا داؤ نہیں چل سکتا تو اس نے اپنی اس شرط سے ان کو مستثنی کر دیا جو اس نے گمراہ کرنے اور ہلاک کرنے کے لئے لگائی تھی پس اللہ نے فرمایا﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾

ترجمہ: کہنے لگا پھر تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو یقیناً بہکا دوں گا بجز تیرے ان بندوں کے جو چیدہ اور پسندیدہ ہوں[ص ۸۲ اور ۸۳]

اللہ تعالی نے فرمایا﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ﴾

ترجمہ: میرے بندوں پر تجھے کوئی غلبہ نہیں لیکن ہاں جو گمراہ لوگ تیری پیروی

کریں[الحجر : ۴۲]

پس اخلاص ہی نجات کا راستہ ہے اور اسلام سلامتی کی سواری ہے اور ایمان امن امان کی مہر ہے

اور آپ ﷺ کا فرمان: **وَمُنَاصَحَةُ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ** یہ بھی خیانت اور دھوکہ کے منافی ہے پس نصیحت اور خیانت دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں پس جس نے ائمہ اور امت کو نصیحت کی وہ یقیناً خیانت سے بری ہو گیا

اور آپ ﷺ کا فرمان: **وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِ** اس سے بھی دل کی خیانت اور دھوکہ ختم ہوتا رہتا ہے پس جماعت والا ساتھی اس کے جماعت سے لگے رہنے کی وجہ سے ان کے لئے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ان کے لئے وہی ناپسند کرتا ہے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے اور اسے بھی وہ چیزیں ناگوار لگتی ہیں جو اسے ناگوار لگتی ہیں اور اسے بھی ان چیزوں سے خوشی ہوتی ہے جن سے ان کو خوشی ہوتی ہے برخلاف اس کے جو ان سے جدا ہو گیا اور ان پر نکتہ چینی اور عیب جوئی اور ان کی مذمت کرنے لگا جیسے روافض اور خوارج اور معتزلہ وغیرہ کا عمل پس

ان کے دل خیانت اور دھوکہ سے بھرے ہوتے ہیں اوراسی لئے روافض کوتم اخلاص سے دور پاؤگے اور ائمہ اور ان کے لئے سب سے بڑا دھوکہ باز اور مسلمانوں کی جماعت سے انتہائی دور پاؤگے

پس یہ لوگ رسول کی شہادت اوران کی امت کی شہادت اوراپنے آپ کی اس پر شہادت میں دھوکہ اورخیانت میں بہت آگے ہیں پس یہ لوگ تو مسلمانوں کے خلاف مددگار ومعاون ہی ہوسکتے ہیں پس جوبھی دشمن مسلمانوں کی دشمنی میں کھڑا ہوا یہ اس دشمن کے انصاراوراس کے رازدار بن جائیں گے

اوراس چیز کا مشاہدہ امت ان کی جانب سے کرچکی ہے اورجس نے مشاہدہ نہیں کیا ہے تو اس نے ایسی باتیں سنی ہیں جوکان کو بہرا کردیں اوردلوں کوغمگین کردیں اورآپ ﷺ کا فرمان:[فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ] یہ انتہائی بہتر و مختصر اور معنویت پر مشتمل جملہ ہے مسلمانو ں کی دعاؤں کو چہار دیواریوں اور باڑوں سے تشبیہ دی جوان کوگھیرے ہوئے ہے ان پر دشمنوں کے داخل ہونے سے روک رہی ہے پس یہ دعا جوکہ اسلامی دعا ہے اور یہ حضرات اس دعا میں داخل ہیں جوان کے حق میں چہاردیواری اور باڑہ کے مانند ہے، تو بتلایا کہ

جس نے مسلمانوں کی جماعتوں کو لازم پکڑا تو یہ دعا اس کو ویسے ہی گھیرے میں
لے لے گی جس طرح کہ اس نے ان کو گھیرے میں لے لیا پس دعا امت کی
شیرازہ بندی کرتی ہے اور اس کے بکھراؤ کو سمیٹتی ہے اور ان کو گھیرے میں لے لیتی
ہے پس جو اس جماعت میں داخل ہوا یہ دعا اس کا احاطہ کرے گی اور اس کی شیرازہ
بندی کرے گی [مفتاح دار السعادۃ لابن القیم].ابو خالد جاوید احمد عبد الحق سعیدی